بسم اللہ الرحمن الرحیم

# ظلم کے سامنے خاموشی اختیار کرنا اجتماعی فتنے کو دعوت دیتا ہے

تحریر: مصعب عمیر، پاکستان

اس بات میں کوئی شک نہیں ہے کہ اب تبدیلی کی ضرورت کئی گنا شدید ہو گئی ہے۔ مسلم دنیا پر فتنوں اور مصائب کے پہاڑ ٹوٹ رہے ہیں۔ جہاں تک خوشحالی کا تعلق ہے تو موجودہ حکمرانوں نے آئی ایم ایف کی خوشنودی کے لیے ٹیکسوں، مہنگائی، بجلی و گیس کی قیمتوں میں اضافے اور زر تلافی (سبسیڈی) کے خاتمے کو یقینی بنایا ہے جس نے لوگوں کی کمر توڑ ڈالی ہے۔ جہاں تک تحفظ (سیکیورٹی) کا تعلق ہے تو حکمرانوں کی بے عملی نے ہمارے جارح دشمنوں کی حوصلہ افزائی کی ہے جس کی وجہ سے روہنگیا (برما)، ایغور (چین)، فلسطین اور کشمیر کے مسلمانوں سمیت پوری دنیا میں مسلمان غیر محفوظ ہیں۔

سب کے سب لوگ مختلف فتنوں کا شکار ہو رہے ہیں کیونکہ فتنہ صرف ان ظالموں تک محدود نہیں رہتا جو اللہ سبحانہ وتعالیٰ کی وحی کی بنیاد پر حکمرانی نہیں کرتے۔ اللہ سبحانہ وتعالیٰ نے فرمایا،

**وَاتَّقُوا فِتْنَةً لَا تُصِيبَنَّ الَّذِينَ ظَلَمُوا مِنْكُمْ خَاصَّةً وَاعْلَمُوا أَنَّ اللَّهَ شَدِيدُ الْعِقَابِ**

"اور اس فتنے سے ڈرو جو خصوصیت کے ساتھ انہیں لوگوں پر واقع نہ ہو گا جو تم میں گنہگار ہیں۔ اور جان رکھو کہ اللہ سخت عذاب دینے والا ہے" (الانفال 8:25)۔

ابنِ عباسؓ نے اس آیت پر تبصرہ کرتے ہوئے فرمایا، أمر الله المؤمنين ألا يقروا المنكر بين أظهر هم فيعمهم العذاب "اللہ نے ایمان والوں کو حکم دیا ہے کہ وہ اپنے درمیان پیدا ہونے والے منکر کو روکیں تاکہ اللہ ان سب کو فتنے میں مبتلا نہ کر دے"۔

یہ فتنہ اس قدر سخت اور اور سب کو گھیرنے والا ہوتا ہے کہ وہ لوگ بھی اس کا شکار ہو جاتے ہیں جو سچے ہوتے ہیں اور اپنے رب کے حکم کے مطابق تبدیلی لانے کے لیے کام کرتے ہیں۔ امّ سلمہؓ نے فرمایا، "میں نے رسول اللہ ﷺ کو یہ فرماتے سنا، **إِذَا ظَهَرَتِ الْمَعَاصِي فِي أُمَّتِي عَمَّهُمُ اللهُ بِعَذَابٍ مِنْ عِنْدِهِ** "اگر گناہ میری امت میں عام ہو جائیں تو پھر اللہ ان کو اپنے عذاب کے گھیرے میں لے لے گا'، میں نے کہا، اے اللہ کے رسول ﷺ، 'کیا سچے لوگ بھی ان میں شامل ہوں گے؟' آپ ﷺ نے فرمایا، **بَلَى** 'کیوں نہیں'۔ میں نے پوچھا، 'ان کے ساتھ کیا معاملہ ہو گا؟' آپ ﷺ نے فرمایا، **يُصِيبُهُمْ مَا أَصَابَ النَّاسَ ثُمَّ يَصِيرُونَ إِلَى مَغْفِرَةٍ مِنَ اللهِ وَرِضْوَانٍ** "وہ بھی لوگوں کے ساتھ مشکلات کا شکار ہوں گے لیکن انہیں اللہ کی مغفرت اور رضامندی حاصل ہو گی" (احمد)۔

لہٰذا اللہ کے عذاب کا شکار صرف حکمران نہیں ہوتے جو کہ اصل مجرم ہوتے ہیں۔ بلکہ وہ لوگ بھی اس کی لپیٹ میں آجاتے ہیں جو پوری دلجمعی کے ساتھ اس کے جرائم کو مسترد کرنے کے لیے کام کرتے ہیں۔ اللہ کے عذاب کا شکار وہ لوگ بھی ہوتے ہیں جو گناہوں پر غیر جانبداری اختیار کرتے ہیں اور ظالم اور برے حکمرانوں کا احتساب نہیں کرتے۔ اس عذاب کا شکار وہ بھی ہوتے ہیں جو ظالموں کے سامنے خاموشی اختیار کرتے ہیں اور ان کے جرائم کو قبول کر لیتے ہیں اور وہ لوگ بھی اس سے دوچار ہوتے ہیں جو ظالموں کے ظلم کو چیلنج کرتے ہیں۔

ہمارے دین کے مطابق ظلم کے سامنے خاموشی اختیار کرنا اور سر جھکا لینا گناہ ہے۔ یہ طرزِ عمل ایک طرح کا فالج ہے جو اس خطرے کے خوف کی وجہ سے ہوتا ہے کہ کہیں ظلم کو روکنے کے نتیجے میں اپنی ذات کو نقصان نہ پہنچ جائے لیکن وہ یقینی خطرہ بالآخر آ ہی جاتا ہے۔ ظلم کے سامنے خاموشی اختیار کرنے سے آزمائش کا عمل نہیں رکتا اور نہ ہی اس سے آسانی اور راحت پیدا ہوتی ہے بلکہ اس کے نتیجے میں دنیا میں بھی مصائب اور فتنے اُمڈ آتے ہیں اور آخرت میں تو اللہ سبحانہ وتعالیٰ کا غضب لازم ہو جاتا ہے۔ ظالم کے سامنے خاموشی اور اطاعت اختیار کرنے کے بجائے اسلام ہم سے اس بات کا تقاضا کرتا ہے کہ ہم ظالم اور ظلم کو روکنے کے لیے متحرک کردار ادا کریں۔ اسلام ہمیں اس بات کا حکم دیتا ہے کہ تبدیلی کا طاقتور محرک بنیں نہ کہ خاموشی سے ظلم ہوتا دیکھتے رہیں۔

آج امت فتنوں میں گھری ہوئی ہے جبکہ یہ امت ظالم حکمرانوں کے مقابلے میں بہت بڑی ہے اور اور اس بات کی طاقت رکھتی ہے کہ افواج میں موجود اپنے بیٹوں کے ذریعے انہیں ہٹا دے، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا،

**مَا مِنْ قَوْمٍ يُعْمَلُ فِيهِمْ بِالْمَعَاصِي هُمْ أَعَزُّ وَأَكْثَرُ مِمَّنْ يَعْمَلُونَ ثُمَّ لَمْ يُغَيِّرُوهُ إِلَّا عَمَّهُمُ اللهُ بِعِقَابٍ**

"جس قوم میں بھی اللہ کی نافرمانیاں کی جائیں جبکہ وہ قوم ان نافرمانوں سے زیادہ غلبہ اور قوت والی ہو اور اس کے باوجود بھی نافرمانی کو ختم نہ کرائیں تو اللہ تعالیٰ ان سب کو سزا دیتا ہے" (احمد)۔

تو کیا معاملہ یہ نہیں ہے کہ ہم سب کو تبدیلی لانے کے لیے لازمی اپنا کردار ادا کرنا چاہیے؟ کیا اثرورسوخ رکھنے والوں کو ظلم کے خلاف آواز بلند نہیں کرنی چاہیے یا یہ کہ ایک فوجی افسر کو نبوت کے نقشِ قدم پر خلافت کے قیام کے لیے نُصرۃ فراہم نہیں کرنی چاہیے؟

ہم میں سے وہ لوگ جو ظلم کے سامنے خاموشی اختیار کرتے ہیں انہیں رسول اللہ ﷺ کے اس فرمان پر غور کرنا چاہیے کہ آپ ﷺ نے فرمایا،

**إِنَّ النَّاسَ إِذَا رَأَوُا الظَّالِمَ فَلَمْ يَأْخُذُوا عَلَى يَدَيْهِ أَوْشَكَ أَنْ يَعُمَّهُمُ اللَّهُ بِعِقَابٍ**

"لوگ جب ظالم کو ظلم کرتے دیکھیں، اور اس کا ہاتھ نہ پکڑیں تو قریب ہے کہ اللہ سب کو اپنے عذاب میں مبتلا کردے"(ابوداؤد)۔

اور وہ لوگ جو ظلم کے سامنے جھک جاتے اور اسے قبول کرلیتے ہیں انہیں رسول اللہ ﷺ کے اس فرمان سے تنبیہ حاصل کرنی چاہیے کہ آپ ﷺ نے فرمایا،

**وَالَّذِي نَفْسِي بِيَدِهِ لَتَأْمُرُنَّ بِالْمَعْرُوفِ وَلَتَنْهَوُنَّ عَنِ الْمُنْكَرِ أَوْ لَيُوشِكَنَّ اللهُ أَنْ يَبْعَثَ عَلَيْكُمْ عِقَابًا مِنْ عِنْدِهِ ثُمَّ لَتَدْعُنَّهُ فَلَا يَسْتَجِيبُ لَكُم**

"اس ذات کی قسم جس کے قبضے میں میری جان ہے، تم ضرور بالضرور نیکی کا حکم دوگے اور برائی سے منع کروگے ورنہ خطرہ ہے کہ اللہ تم پر اپنی طرف سے عذاب نازل کردے پھر تم اسے پکارو لیکن وہ تمہاری دعا قبول نہ کرے"(احمد)۔

ہم میں سے وہ لوگ جو یہ دعویٰ کرتے ہیں کہ حکمرانوں کے جرائم کا ہم سے کوئی تعلق نہیں ہے انہیں رسول اللہ ﷺ کے اس فرمان کو پڑھنا چاہیے کہ آپ ﷺ نے فرمایا،

**مَثَلُ الْقَائِمِ عَلَى حُدُودِ اللهِ وَالْوَاقِعِ فِيهَا وَالْمُدَاهِنِ فِيهَا كَمَثَلِ قَوْمٍ رَكِبُوا سَفِينَةً فَأَصَابَ بَعْضُهُمْ أَسْفَلَهَا وَأَوْعَرَهَا وَشَرَّهَا وَأَصَابَ بَعْضُهُمْ أَعْلَاهَا فَكَانَ الَّذِينَ فِي أَسْفَلِهَا إِذَا اسْتَقَوُا الْمَاءَ مَرُّوا عَلَى مَنْ فَوقَهُمْ فَآذَوْهُمْ فَقَالُوا: لَوْ خَرَقْنَا فِي نَصِيبِنَا خَرْقًا فَاسْتَقَيْنَا مِنْهُ وَلَمْ نُؤْذِ مَنْ فَوْقَنَا: فَإِنْ تَرَكُوهُمْ وَأَمْرَهُمْ هَلَكُوا جَمِيعًا وَإِنْ أَخَذُوا عَلَى أَيْدِيهِمْ نَجَوْا جَمِيعًا**

"حدود اللہ کو قائم کرنے والے اور ان کی خلاف ورزی کرنے والوں کی مثال اس گروہ کی سی ہے جو کسی کشتی کے پاس پہنچے اور انہوں نے کشتی کے اوپر اور نیچے جگہ پانے کے لیے قرعہ اندازی کی۔ کچھ لوگوں کو اس کے نچلے حصہ میں جگہ ملی جو کہ سب سے برا اور خراب حصہ تھا جبکہ کچھ کو اوپر والے حصے میں جگہ ملی۔ جب نیچے جگہ پانے والوں کو پانی کی ضرورت ہوئی تو انہیں اوپر جانا پڑا، تو نیچے والوں نے کہا کیوں نہ ہم کشتی کے نچلے حصے میں سوراخ کرلیں تاکہ اوپر نہ جانا پڑے اور اوپر والے بھی تکلیف سے بچ جائیں گے۔ اب اگر اوپر والے انہیں ایسا کرنے سے باز نہ رکھیں اور آزاد چھوڑ دیں تو نیچے والے اور اوپر والے دونوں ہلاک ہوجائیں گے۔ اور اگر وہ نیچے والوں کو روکیں گے تو دونوں نجات پائیں گے"(احمد)۔

تو کیا معاملہ یہ نہیں ہے کہ ہمیں ظالموں کے سامنے خاموشی اختیار کرنا اور گردن جھکانا تو ایک طرف، ہمیں ان کے تباہ کن اعمال کو روکنے کے لیے متحرک ہونا ہوگا تاکہ ایسا نہ ہو کہ ہم مصائب کی دلدل میں مزید ڈوب جائیں؟

ہم میں سے وہ لوگ جو یہ سمجھتے ہیں کہ ہماری انفرادی عبادات ہمیں فتنوں سے محفوظ رکھیں گی تو انہیں حضرت زینب بنت جحشؓ کے اس فرمان پر غور کرنا چاہیے کہ آپؓ نے فرمایا،

**قُلْتُ يَا رَسُولَ اللَّهِ أَنَهْلِكُ وَفِينَا الصَّالِحُونَ قَالَ " نَعَمْ إِذَا كَثُرَ الْخَبَثُ**

"میں نے عرض کی: یارسول اللہ ﷺ! کیا ہم تباہ ہوجائیں گے ایسی حالت میں جب ہم میں نیک لوگ موجود ہوں گے؟ آپ ﷺ نے فرمایا" ہاں! جب برائی زیادہ ہوگی"(مسلم)۔

تو یہ طرزِ عمل کیسے درست ہوسکتا ہے کہ خاموشی اختیار کرلی جائے اور بے عملی کا مظاہرہ کیا جائے، اس کے نتیجے میں آنے والے مصائب اور فتنوں کو قبول کرلیا جائے، بجائے یہ کہ کرپشن کو چیلنج کیا جائے، جس کے نتیجے میں ظالم کے جبر کا سامنا بھی کرنا پڑ سکتا ہے؟ حد تو یہ ہے کہ وہ لوگ جو ظلم کے خاتمے کے لیے کچھ نہیں کرتے کس طرح اپنی بے عملی کے دفاع میں ان لوگوں پر فتنہ پیدا کرنے کا الزام لگاتے ہیں جو اسلام کی بنیاد پر تبدیلی لانے کے لیے جدوجہد کرتے ہیں؟ وہ کیسے یہ الزام لگا سکتے ہیں جبکہ قرآن نے تو شرک، نفاق، نافرمانی، گمراہی اور سچ کی راہ سے موڑنے کی کوشش کو فتنہ قرار دیا ہے۔

یقیناً اسلام کی دعوت کو کیسے فتنہ قرار دیا جاسکتا ہے جبکہ شرک فتنہ ہے؟ اللہ سبحانہ وتعالیٰ نے فرمایا،

**وَقَاتِلُوهُمْ حَتَّى لا تَكُونَ فِتْنَةٌ**

"اور ان سے اس وقت تک لڑتے رہنا کہ فتنہ نابود ہوجائے"(البقرۃ 2:193)۔

ابنِ کثیر نے بیان کیا کہ یہاں فتنے سے مراد شرک ہے۔اس کے علاوہ اللہ سبحانہ وتعالیٰ نے فتنے کو جنگ اور خون بہانے سے بھی زیادہ برا اور شدید قرار دیا ہے۔اللہ سبحانہ وتعالیٰ نے فرمایا،

وَاقْتُلُوهُمْ حَيْثُ ثَقِفْتُمُوهُمْ وَأَخْرِجُوهُمْ مِنْ حَيْثُ أَخْرَجُوكُمْ وَالْفِتْنَةُ أَشَدُّ مِنَ الْقَتْلِ

"اور قتل کرو انہیں جہاں بھی پاؤ اور انہیں نکال دو جیسا کہ انہوں نے تمہیں نکالا تھا اور (دین سے گمراہ کرنے کا) فتنہ قتل وخونریزی سے کہیں بڑھ کر ہے"(البقرة 2:191)۔

اللہ سبحانہ وتعالیٰ کی وحی کی بنیاد پر حکمرانی کے قیام کے لیے آواز بلند کرنا کیسے فتنہ ہو سکتا ہے جبکہ اللہ سبحانہ وتعالیٰ نے توسچ کو روکنے کی کوشش کرنے کو فتنہ قرار دیا ہے؟ اللہ سبحانہ وتعالیٰ نے فرمایا،

وَاحْذَرْهُمْ أَنْ يَفْتِنُوكَ عَنْ بَعْضِ مَا أَنْزَلَ اللَّهُ إِلَيْكَ

"اور ان سے بچتے رہنا کہ جو اللہ نے تم پر نازل فرمایا ہے اس کے کسی حکم کے متعلق یہ کہیں آپ کو فتنے میں نہ ڈال دیں"(المائدہ 5:49)۔

قرطبی نے اپنی تفسیر میں فرمایا کہ،يصدوك ويردوك"وہ تمہیں پلٹا دیں اور روکیں"۔

خلافت کی دعوت کے علمبرداروں پر کیسے فتنے کا الزام لگایا جا سکتا ہے جبکہ فتنہ تو نافرمانی اور منافقت ہے؟ اللہ سبحانہ وتعالیٰ نے فرمایا،

وَلَكِنَّكُمْ فَتَنْتُمْ أَنْفُسَكُمْ وَتَرَبَّصْتُمْ وَارْتَبْتُمْ وَغَرَّتْكُمُ الْأَمَانِي

"لیکن تم نے خود اپنے آپ کو فتنے میں ڈالا اور (ہمارے حق میں حوادث کے) منتظر رہے اور (اسلام میں) شک کیا اور آرزوؤں نے تم کو دھوکہ دیا یہاں تک کہ اللہ کا حکم (عذاب) آ پہنچا" (حدید 57:14)۔

بغوی نے اس پر تبصرہ کرتے ہوئے فرمایا کہ لفظ فتنہ یہاں پر نافرمانی اور منافقت کے لیے استعمال ہوا ہے۔

ان لوگوں پر کیسے فتنے کا الزام لگایا جا سکتا ہے جو انسانوں کے بنائے کفریہ قانون کو مسترد کرتے ہیں جبکہ فتنہ تو جھوٹ کا سہارا لے کر حق کو چھپانا ہے؟ اللہ سبحانہ و تعالیٰ نے فرمایا،

وَالَّذِينَ كَفَرُوا بَعْضُهُمْ أَوْلِيَاءُ بَعْضٍ إِلا تَفْعَلُوهُ تَكُنْ فِتْنَةٌ فِي الْأَرْضِ وَفَسَادٌ كَبِيرٌ

"اور جو لوگ کافر ہیں (وہ بھی) ایک دوسرے کے رفیق ہیں۔تو (مومنو) اگر تم یہ (کام) نہ کرو گے تو زمین پر فتنہ برپا ہو جائے گا اور بڑا فساد مچے گا"(الانفال 8:73)۔

یہاں پر سچ کو جھوٹ کے ذریعے چھپانے کو فتنہ بتایا گیا ہے۔

یقیناً حکمرانوں کے گناہوں کے خلاف بے عملی اور خاموشی کوئی ثواب کا کام نہیں ہے اور نہ ہی ان کی نافرمانی پر انہیں چیلنج کرنا کوئی گناہ کا کام ہے۔ نہیں ایسا ہرگز نہیں۔ ہمیں مل کر خاموشی کی اس چادر کو اتار پھینکنا ہے، حالات کے سامنے سپر اندازی کو ترک کرنا ہے۔ ہمیں ہر اس بات پر غصہ آنا چاہیے جس پر اللہ سبحانہ وتعالیٰ کو غصہ آتا ہے جیسا کہ شرک، نفاق، نافرمانی، گمراہی اور سچ کی راہ پر چلنے سے روکنا۔ ہماری تعداد بہت زیادہ ہے اور افواج کی نُصرۃ ہماری طاقت بن سکتی ہے۔ ان تمام باتوں سے بڑھ کر جب ہم ظلم کے خلاف کھڑے ہوتے ہیں تو اللہ سبحانہ وتعالیٰ ہمیں اپنی مدد سے نوازتے ہیں۔ جب ہم ظلم کے خلاف کھڑے ہوتے ہیں اور ظالم کو چیلنج کرنے کی وجہ سے جن جن تکالیف سے گزرتے ہیں اللہ کے ہاں وہ شمار کی جاتی ہیں اور روزِ آخرت وہ ہمارے حق میں کام آئیں گی۔ تو اگر صبح ہماری یہ کیفیت ہے کہ ہم ظلم کے سامنے حق بات کہنے سے دستبردار ہیں تو شام تک ہماری یہ افسوسناک صورتحال برقرار نہیں رہنی چاہیے۔ ہمیں بارش کے قطرے بننا ہے تاکہ ہم سب مل کر ایک موسلا دھار طوفان بن جائیں جو سب کچھ دھو کر صاف کر دے۔ ہمیں تبدیلی کے حق میں بولے جانے والے ایک لفظ یا ایک چھوٹی سی تقریر کو بے وقوفانہ عمل ہرگز نہیں سمجھنا چاہیے۔ ہمیں تبدیلی کے لیے کیے جانے والے عمل کی تعریف کرنی چاہیے، ایسا عمل تو اچھی جزا کا مستحق ہے۔ تو آئیں ہم میں سے ہر ایک تبدیلی لانے میں اپنا کردار ادا کرے اور عظیم اجر اور تعریف کو حاصل کرنے کے لیے اپنی کوششیں صرف کرے۔